زندگانی پیغمبر اسلام (ص)

از: جعفر سبحانی (حوزہ علمیہ قم)

نمائندہ قریش دربار حبشہ میں

جیسے ہی مکہ کے سرداروں کو مسلمانوں کی آزادی و خوشحالی کی اطلاع ملی ان کے دلمیں کینہ کی آگ بھڑک اٹھی اور وہ حبشہ میں مسلمانوں کے اثر و رسوخ کے خیال سے بے حد پریشان ہوگئے کیونکہ سرزمین حبشہ مسلمانوں کیلئے ایک مضبوط چھاونی بن گئی تھی اور ان لوگوں کو اس بات کا زبردست خطرہ تھا کہ کہیں مسلمان مہاجرین حاکم حبشہ نجاشی کے دربار میں اپنا اثر و رسوخ اس حد تک نہ بڑھا لیں کہ نجاشی اسلام کی طرف راغب ہوجائے اور آخر میں ایک مسلح لشکر کے ذریعہ جزیرۃ العرب سے بت پرست حکومت کا خاتمہ ہوجائے۔

"دارالندوہ" کے سردار ایک بار پھر جمع ہوئے اور سب لوگوں نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ دربار حبشہ میں اپنے کچھ نمائندے بھیجے جائیں اور حبشہ کے بادشاہ و وزیروں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے انہیں مناسب تحفے بھی روانہ کئے جائیں تاکہ شاہ حبشہ کے دل میں ان لوگوں کے لئے جگہ بن جائے اور اس کے بعد وہ مسلمان مہاجرین پر نادانی اور شریعت سازی کا الزام لگاسکیں۔ اپنے منصوبے اور بہتر اور زیادہ سے زیادہ موثر و کارآمد بنانے کیلئے ان لوگوں نے اپنے درمیان سے دو انتہائی تجربہ کار حیلہ گروں کا انتخاب کیا۔ ان میں سے ایک بعد میں میدان سیاست کا ماہر کھلاڑی نکلا۔ اس موقع پر قرعہ "عمروبن عاص" اور "عبداللہ بن ربیعہ" کے نام نکلا۔ صدر "دارالندوہ" نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ بادشاہ حبشہ سے ملاقات کرنے سے پہلے وہ لوگ اس ملک کے وزیروں تک اپنا تحفہ وغیرہ پہنچادیں اور ان سے پہلے ہی ساری گفتگو کرلیں تاکہ وہ لوگ ان کے طرفدار بن جائیں اور بادشاہ سے ملاقات کے دوران وہ لوگ تمہاری بات کی تصدیق کردیں۔ بہرحال اس ہدایت کے ساتھ وہ دونوں لوگ حبشہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حبشہ کے وزیروں نے قریش کے نمائندوں سے ملاقات کی۔ ان لوگون نے وزیروں کی خدمت میں مخصوص

تحائف پیش کرنے کے بعد کہا۔ہمارے کچھ نوجوانوں نے اپنے آباء و اجداد کی راہ و روش سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اور ان لوگوں نے ہمارے اور آپلوگوں کے مذہب کے خلاف ایک نیا مذہب اختیار کرلیا ہے ۔ اس وقت یہ لوگ آپکے ملک میں زندگی بسر کررہے ہیں ۔ سرداران قریش نے بادشاہ حبشہ کی خدمت میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو جلد از جلد اپنے ملک سے باہر نکال دیں ۔ پس اس سلسلے میں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ بادشاہ کے حضور میں باریابی کے سلسلے میں کابینہ ہماری حمایت کرے ۔ چونکہ ہملوگ اپنے نوجوانوں کے عیوب سے بہتر واقف ہیں ، اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس سلسلے میں ان لوگوں سے کوئی گفتگو نہ کی جائے اور بادشاہ حبشہ ان لوگوں سی ملاقات نہ کرے !

****

بادشاہ حبشہ کے لالچی اور کوتاہ بیں حاشیہ برداروں نے ان کی ہرممکن حمایت کا وعدہ کرلیا۔ دوسرے ہی دن قریش کے نمائندوں کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں باریابی حاصل ہوگئی ۔ اس کی خدمت میں ادب و احترام اور مخصوص تحفے پیش کرنے کے بعد ان لوگوں نے دربار میں قریش کا مندرجہ ذیل پیغام پڑھا۔

محترم بادشاہ حبشہ ! ہمارے کچھ ہلکے دماغ نوجوانوں نے اپنے اسلاف کی راہ و روش سے علحدگی اختیار کرلی ہے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے ایک ایسے نئے مذہب کی تبلیغ شروع کردی ہے جو نہ حبشہ کے سرکاری مذہب کے مطابق ہے اور نہ ان کے اسلاف کے دین سے میل کھاتا ہے ۔ نوجوانوں کی یہ جماعت حال ہی میں آپ کے ملک میں پناہ گزیں ہوگئی ہے اور یہ لوگ اس ملک کی آزادی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔ ان کی قوم کے بزرگ بادشاہ سلامت کی خدمت میں یہ استدعا کرتے ہیں کہ آپ ان نوجوانوں کو اپنے ملک سے باہر نکال دینے کا حکم صادر کردیں تاکہ یہ لوگ اپنے ملک واپس چلے جائیں......

جیسے ہی قریش کے نمائندوں نے اپنی بات ختم کی بادشاہ کے قریب بیٹھے ہوئے وزیروں نے ان کی حمایت میں تقریریں شروع کردیں اور کہنے لگے کہ ہملوگ ان نمائندوں کے بیان کی تصدیق و حمایت کرتے ہیں لیکن حبشہ کے دانشمند اور انصاف پسند بادشاہ کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار نمایاں ہوگئے ۔ اس نے اپنے وزیروں اور مصاحبوں کے خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا۔یہ کام ہرگز ممکن نہیں ہے ۔ میں اپنے ملک میں پناہ لینے والوں کو مکمل تحقیق کے بغیر ان دو آدمیوں کے حوالے نہ کروں گا۔ ان پناہ گزیں افراد کے سلسلے میں پوری تحقیق کی جائے اور مکمل چھان بین کے بعد اگر ان دو آدمیوں کی بات سچی نکلی تب ہی ان پناہ گزینوں کو ان کے ملک بھیجاجائے گا۔ اور اگر ان لوگوں کے بارے میں ان نمائندوں کی بات درست نہ ثابت ہوئی تو میں انہیں ملک سے باہر نکالنے کے بجائے ان کی زیادہ سے زیادہ حمایت کروں گا۔

ہمارے کچھ نوجوانوں نے اپنے آبا، واجداد کی راہ وروش سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اور ان لوگوں نے ہمارے اور آپلوگوں کے مذہب کے خلاف ایک نیا مذہب اختیار کرلیا ہے۔ اس وقت یہ لوگ آپکے ملک میں زندگی بسر کررہے ہیں۔

اس کے بعد شاہی دربار کا مخصوص افسر ان مسلمان مہاجرین کی تلاش میں نکل پڑا اور پہلے سے کسی اطلاع کے بغیر انہیں دربار میں حاضر کردیا۔ مہاجرین کی نمائندگی و ترجمانی کی ذمہ داری جعفر بن ابیطالب (ع) کے سپرد تھی۔ بعض مسلمان مہاجرین اس بات سے رنجیدہ تھے کہ پتہ نہیں اس سلسلے میں نصرانی بادشاہ سے ان کے ترجمان کا انداز بیان کیسا ہو۔ ان لوگوں کی پریشانی دور کرنے کیلئے جعفر ابن ابیطالب (ع) نے کہا۔ میں نے اپنے ہادی و رہبر کی زبان سے جو کچھ سنا ہے وہی کہوں گا اور اس میں کسی طرح کی کمی یا زیادتی نہ کروں گا۔

بادشاہ حبشہ نے جعفر بن ابیطالب (ع) کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ تم لوگوں نے اپنے بزرگوں کے مذہب سے دستبرداری کیوں اختیار کرلی ہے اور ایک ایسے نئے مذہب کی طرف کیوں مائل ہوگئے ہو جو نہ ہمارے دین سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ تمہارے آبا و اجداد کے دین سے میل کھاتا ہے۔؟

جعفر ابن ابیطالبؑ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۔ ہملوگ نادان اور بت پرست تھے اور مردہ خوری سے بھی پرہیز نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ برے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ ہماری نظر میں پڑوسی کا کوئی احترام نہ تھا اور ہم میں سے کمزور و پسماندہ افراد طاقتور لوگوں کے غلام تھے۔ ایک لمبے عرصہ سے ہملوگ اسی عالم میں زندگی بسر کررہے تھے یہاں تک کہ ہملوگوں کے درمیان سے ایک پاکیزہ نفس و صادق القول شخص اٹھ کھڑا ہوا اور حکم خداوندی کے بموجب اس نے ہملوگوں کو توحید و یکتا پرستی کی دعوت دی اور بتوں کی عبادت کو مذموم و ملامت آمیز عمل قرار دیا۔ ہملوگوں کو امانت کی واپسی کا حکم دیا۔ فقط یہی نہیں بلکہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم نجاستوں سے پرہیز کریں، اپنے عزیزوں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ناجائز آمیزش و ملاوٹ، جھوٹی شہادت، یتیموں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ اور عورتوں کو برے اعمال سے منسوب کرنے سے دور رہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ہملوگوں کو حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں، روزہ رکھیں اور اپنی دولت و ثروت کا ٹیکس بھی ادا کریں۔ ہم لوگ اس مرد الٰہی پر ایمان لائے اور خدای وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے لگے۔ اس نے جس چیز کو حرام قرار دیا اس کو حرام اور جس چیز کو حلال کہا اس کو حلال سمجھا لیکن قریش ہماری مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور ہمیں دن و رات طرح طرح کی اذیت پہونچاتے ہوئے ہم سے دین حق سی دستبردار ہونے کا مطالبہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم پھر سے پتھروں و پھولوں کی پرستش کریں، فاسد و خباثت آمیز کام انجام دیں اور حق سے الگ ہوجائیں ہملوگوں نے ایک عرصہ تک ان لوگوں کے مظالم برداشت کئے یہاں تک کہ

ہملوگوں کے درمیان سے ایک پاکیزہ نفس و صادق القول شخص اٹھ کھڑا ہوا اور حکم خداوندی کے بموجب اس نے ہملوگوں کو توحید و یکتا پرستی کی دعوت دی اور بتوں کی عبادت کو مذموم و ملامت آمیز عمل قرار دیا۔

ہملوگوں میں مزید صبر کی طاقت باقی نہ رہ گئی ۔ لہٰذا اپنے مذہب کی حفاظت کی خاطر اپنی دولت و ملکیت سے ہاتھ دھوکر سرزمین حبشہ میں پناہ لے رکھی ہے ۔ درحقیقت بادشاہ حبشہ کی انصاف پسندی نے ہملوگوں کو آہن ربا کی طرح اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور اسوقت بھی ہمیں ان کی انصاف پسندی پر پورا اعتماد ہے ۔"[1]

جعفر کا شیریں و دلکش بیان اس قدر موثر ثابت ہوا کہ بادشاہ حبشہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ بادشاہ نے دوبارہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"اپنے پیغمبر (ص) کی آسمانی کتاب کا کچھ حصّہ پڑھ کر سنائیے ۔ جعفر نے سورۂ "مریم"کی کچھ آیات پڑھیں اور ان آیات کی مسلسل تلاوت کے دوران حضرت جعفر نے حضرت مریم کی پاکدامنی اور حضرت عیسیٰ (ع) کے سلسلے میں اسلامی نقطۂ نظر کو بھی پوری طرح واضح کردیا۔ ابھی سورہ مریم کی تلاوت ختم نہ ہوئی تھی کہ حاکم حبشہ اور اس کے مصاحبوں کے گریہ کی آواز بلند ہوگئی اور ان لوگوں کی آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے ۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تک دربار میں سنّاٹا سا چھاگیا لیکن لوگوں کے گریہ کی دھیمی دھیمی آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی ۔ اس کے بعد حاکم حبشہ نے کہا۔ "ان لوگوں کے پیغمبر (ص) کے اقوال اور حضرت عیسیٰ (ع) کے ارشادات کا تعلق ایک ہی مرکز نور سے ہے ۔"[2] تم لوگ جاؤ میں انہیں تمہارے سپرد ہرگز نہ کرونگا۔

بہرحال یہ اجلاس قریش کے نمائندوں اور حبشہ کے وزیروں کی امید کے برعکس اور ان کی پلاننگ کے خلاف تمام ہوگیا اور ان لوگوں کے دل مین امید کی کوئی کرن بھی باقی نہ رہ گئی ۔

عمروعاص ایک سیاسی اور حیلہ ساز آدمی تھا۔ رات میں ، اس نے اپنے ساتھی عبداللہ بن ربیعہ ، سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔"کل ہمیں دوسری ترکیب استعمال کرنی

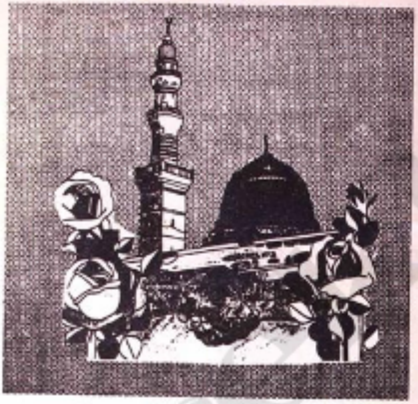

چاہیے ۔ ممکن ہے کہ اس ترکیب کے ذریعہ مہاجروں کا کام تمام ہوجائے ۔ میں کل حاکم حبشہ سے یہ کہوں گا کہ ان مہاجروں کا لیڈر حضرت عیسیٰ کے سلسلے میں مخصوص عقائد کا حامل ہے جو مذہب عیسائیت کے بنیادی اصولوں کے مطابق نہیں ہے ۔"عبداللہ نے عمروعاص کو ایسا کرنے سے منع کیا اور یہ کہا کہ ان مہاجروں میں کچھ میرے قریبی عزیز بھی شامل ہیں ۔ لیکن عمروعاص پر عبداللہ کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ دوسرے دن تمام وزیروں کے ہمراہ عمروعاص دوبارہ دربار حبشہ میں حاضر ہوا۔ اس مرتبہ ان لوگوں نے ملک حبشہ کے سرکاری مذہب کی حمایت کرتے ہوئے حضرت مسیح (ع) کے سلسلے میں مسلمانوں کے عقائد پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔"مسلمان مہاجروں کی یہ جماعت حضرت عیسیٰ کے سلسلے میں مخصوص عقائد کی حامل ہے جو عیسائیت کے بنیادی اصولوں کے بالکل برعکس ہے ۔ اور

ایسے لوگوں کا وجود اہلوگوں کے سرکاری مذہب کے لئے ایک زبردست خطرہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں آپ ان مہاجروں سے سوال کرسکتے ہیں ۔

حاکم حبشہ نے اس بار پھر تحقیقی راہ و روش اختیار کی اور حکم دیا کہ مسلمان مہاجروں کو دوبارہ دربار

> حضرت مسیح (ع) کے سلسلے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو ہمارے پیغمبر (ص) نے بتایا ہے کہ وہ بندہ و پیغمبر خدا تھے وہ اس کی روح اور اس کا ایک کلمہ (حکم) تھے جسے خدا نے مریم کو عطا کیا تھا ۔

میں حاضر کیا جائے ۔ مسلمانوں کو جب اس حکم کی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے غور وفکر کیا اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ اس بار دربار میں ان لوگوں سے حضرت عیسیٰ (ع) سلسلے میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اس بار پھر ،جعفر، نے مسلمان مہاجروں کی نمائندگی کی ذمہ داری قبول فرمائی اور اپنے ساتھیوں کو اطمینان دلاتے ہوئے یہ وعدہ کیا کہ اس سلسلے میں میں نے اپنے پیغمبر (ص) سے جو کچھ سنا ہے ، کہوں گا۔

حاکم حبشہ ،نجاشی، نے مہاجروں کے نمائندہ سے پوچھا۔ حضرت مسیح (ع) کے سلسلے میں تملوگوں ک عقیدہ کیا ہے ؟ جعفر بن ابیطالب (ع) نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح (ع) کے سلسلے میں ہمار عقیدہ وہی ہے جو ہمارے پیغمبر (ص) نے بتایا ہے ک وہ بندہ و پیغمبر خدا تھے وہ اس کی روح اور اس کا اي کلمہ (حکم) تھے جسے خدا نے مریم کو عطا کیا تھا۔ ۳

حاکم حبشہ جعفر کی بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم ! حضرت عیسیٰ (ع) کا مرتبہ اس سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن وزیروں اور منحرف مصاحبوں کو بادشاہ کی یہ بات اچھی نہ لگی لیکن ان لوگوں کی پروا نہ کرتے ہوئے ، بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کے عقائد کی تعریف کرتے ہوئے انہیں اپنے ملک میں مکمل آزادی دیدی اور قریش کے تحائف کو انہیں واپس دیتے ہوئے کہا۔ خداوند عالم نے اس قدرت و بادشاہت کو عطا کرتے وقت ، مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی لہذا یہ مناسب نہیں ہے کہ میں اس قسم کی چیزوں کو اپنا رزق قرار دوں ۔ ٤

حوالے :-

١ - تاریخ کامل جلد ٢ ص ٥٤ - ٥٥
٢ - ان هذا وما جاء به عیسٰی لیخرج من مشكاة واحدة .
٣ - هو عبدالله ورسوله وروحه وكلمته القاها الى مريم البتول
٤ - سيرة ابن هشام جلد١ ص ٣٣٨.

(باقی آئندہ)